© rasailojaraid.com

حصہ اول

الاقتصاد فی مسایل الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الہادی من استہداہ الواقی من اتقاہ والصلوۃ والسلام

خدا کا شکر ہے جو طالبان ہدایت کو راہ دکھاتا ہے اور پرہیزگارون کو عذاب سے بچاتا ہے اور

علی رسولہ الذی خصہ بالحنیفیۃ السمحۃ من بین جمیع من بناہ و

اُسکے رسول پر اُسکی رحمت و سلام ہو جسکو اُسنے اپنے تمام رسولون سے یکسو و آسان دین سے ممتاز

علی آلہ واصحابہ الذین کمل اللہ بہم امر رشدہ وہداہ

فرمایا اور آپ کے آل و اصحاب پر جنکے ذریعہ سے خدا نے اپنے ارشاد و ہدایت کو کامل کیا ؎

امابعد یہ رسالہ الاقتصاد فی مسایل الجہاد جسمین دو غرضین پیش نظر رکھکر تالیف

کیا ہے ۔ اوّل یہ کہ ناواقف اہل اسلام جہاد کے متعلق مسایل و شروط اسلام

سے واقف ہون اور اقوام غیر سے جنگ کرنے کو صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف

اسلام ہین شرعی جہاد سمجھکر اسمین شامل ہونے کو دین نہ سمجھ لین ۔ جبتک کہ اس

جنگ مین اُن شرائط کا وجود جو شرعی جہاد کے لئے اسلام مین مقرر ہین ثابت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذکر لیں اور اس تحقیق شرایط و علم مسایل کے ذریعہ سے وہ ہمیشہ بلوے و فساد سے بچے رہیں ۔ اپنے جان و مال کو بے موقع تلف کریں ۔ اور لوگوں کی ناحق خونریزی کریں ۔ دوسری غرض یہ کہ اقوام غیر اور گورنمنٹ جنکے ظل حمایت میں اہل اسلام ہندآباد ہیں اہل اسلام کی نسبت یہہ گمان نہ کریں کہ صرف مذہبی مخالفت کی نظر سے اقوام غیر کے ساتھ لڑنا اور اُن کے جان و مال لیے تعرض کرنا اور لوگوں کو جبراً مسلمان بنانا اور زور شمشیر سے اسلام پھیلانا ان کے مذہب اسلام کی ہدایت ہے ۔ ان دونو غرضوں کا نتیجہ یہہ ایک غرض ہے کہ حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام میں رابطہ اتحاد٭ پیدا ہو اور ملک میں ہمیشہ امن و امان قایم رہے ٭

یہ رسالہ مینے ۱۲۹۶ء میں تالیف کیا اور اسمیں علما اسلام کی رائیں لینے اور اُن کا توافق راے حاصل کرنے کے لئے لاہور سے عظیم آباد پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء مختلف فرقہ ہاے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سُنا کر اُنکا توافق راے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب میں (جہاں راقم خود نہیں جاسکا) اس رسالہ کی [illegible] بھیجوا کر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق راے حاصل کیا پھر ۱۲۹۷ء میں اس رسالہ کے اصل اصول مسایل کو بہ ضمن ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۴ رسالہ اشاعۃ السنۃ بعنوان استشہاد عام لوگوں میں شایع کیا اور اس میں عام اہل اسلام کو ان مسایل میں اپنی آرا ظاہر کرنے کا موقع دیا

٭ امور دنیا میں اتحاد ۔ گو مذہب میں اختلاف ہو ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جسپر بہت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہان وہ ضمیمہ پہونچا) صدہا عوام و خواص نے اُن مسایل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا اور اصل رسالہ "اقتصاد" کی طبع و اشاعت کی نسبت کمال شوق ظاہر فرمایا ان کے اس شوق کو بڑہانے اور عام ناواقفون کے خیال مین ان مسایل کی خوبی جمانے کی نظر سے مین اس رسالہ کی طبع و اشاعت کو معرض التوا مین ڈالتا گیا اس اثنا مین ان مسایل کا استحسان بخوبی ہوگیا اور برادران اہل اسلام کا شوق طبع رسالہ بھی اپنی حد کمال کو پہونچا اسلئے مین اَب اس رسالہ کی اشاعت کو مناسب سمجھتا ہون -

قبل بیان شروط و مسایل جہاد ایک تمہید کا بیان ضروری ہے -

وہ تمہید یہ ہے

جہاد (جو اسلام و مسلمانون مین ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے) **دو قسم ہے** ملکی و مذہبی ملکی* جہاد (جسکو ملکی لڑائی بھی کہا جاتا ہے) کے اصول و اغراض اہل اسلام کے نزدیک بھی وہی مقرر و مسلم ہین جو ہر ایک صاحب شوکت قوم یا ریاست یا سلطنت مین تسلیم کئے جاتے ہین یعنے اپنا (یا یون کہو کہ اپنی قوم کا)

* ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری مقصود ہو - مذہب مخالفین سے اسکو کوئی تعلق ہو وہ مسلمانون سے بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین اسلام سے - مذہبی جہاد وہ ہے جس مین مذہب اسلام کا تحفظ مدنظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرین اور مسلمانون کو تکلیف دین +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بول بالا چاہنا اور دوسروں کو اپنے ماتحت کرنا اور اس ذریعہ سے عامہ خلایق مین حفظ و امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین فریق مقابل کے مذہب کا ہرگز لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون (مسلمان ہون خواہ اقوام غیر) اُن سے وہ لڑتے ہین چنانچہ عام اہل شوکت اپنے باغیون اور مخالفین سلطنت سے لڑتے ہین اور اپنی قومی جمعیت اور سلطنت قایم کرتے ہین اسی نظر سے اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے۔

ان اصول کی تسلیم و عدم تسلیم مین مسلمانون اور اقوام غیر مین کچھ فرق نہین ہے ان فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اور لوگ ان اصول و اغراض کو دنیاوی سمجھتے ہین۔ مسلمان لینے اور امور دنیاوی (کھانے پینے خریدنے اور فروخت کرنے) کی طرح ان اصول کو بھی داخل دین اور موجب ثواب سمجھتے ہین اور ان کے مذہب مین ان اصول کے قایم رکھنے اور ان اغراض کے پورا کرنیکی بابت بھی ویسی ہی ہدایتین آچکی ہین جیسے کہ ان کے اور مذہبی اور دنیاوی امور کی بابت ہدایتین آچکی ہین۔

مذہبی جہاد (یا لڑائی) کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مدافعت ضرر مخالفین اسلام ہے یہ ان مخالفین اسلام سے کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین انکی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین اس جہاد مین اپنے مذہب و اہل مذہب کے بچاؤ و محافظت کے علاوہ دوسرے

© rasailojaraid.com

مذہب والون سے جابرانہ مزاحمت کرنا اسکو زبردستی مسلمان کرنا یا انکو پہلے مذہب کی سزا دینا (مار ڈالنا یا لوٹ لینا) مدنظر اصلی مقصود نہین ہوتا -

ان دونو قسم کے جہاد کے لئے مذہب اسلام مین ایسے شروط و موانع مقرر ہین جنسے سر مو بھی تجاوز کرنے سے جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) جہاد نہین رہتا بلکہ فتنہ و فساد کہلاتا ہے ؛

ہم اس مقام مین ملکی جہاد کے شروط و مسایل سے تعرض کرنا نہین چاہتے اور نہ اسکی چندان ضرورت دیکھتے ہین صرف مذہبی جہاد کے احکام و شرائط مع ان کے نتائج کے بضمن چند مسائل بیان کرتے ہین - کیونکہ اسمین ناواقف مسلمان اکثر احکام اسلام کا خلاف کرتے ہین اور اسی مین ناواقف اقوام اصل اسلام و مسلمانون پر بدظنی کرتے ہین ؛

پہلا مسئلہ

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بھیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدایش مخلوق و بعثت رسولون سے خدا کی عبادت و ذکر ہے جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکھنے کا ذریعہ ہے - حق تعالیٰ نے فرمایا ہے جنے جنون اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا

وما خلقت الجن والانس الا

اور فرمایا کہ ان کو بجز اس کے

© rasailojaraid.com

لیعبدون (ذاریات ع ۳)
وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین
له الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ
ویوتوا الزکوۃ (بینۃ ع ۱)
الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم
ایکم احسن عملا ط (ملک ع ۱)
ومن السنۃ ان افضل الاعمال و
احبها الی الله العبادۃ والذکر فعن
ابن مسعود رض قال سالت النبی صلی
الله علیه وسلم ای الاعمال احب الی
الله قال الصلوۃ لوقتها قلت ثم ای
قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجہاد
فی سبیل الله رواہ الشیخان (مشکوۃ ص)
وعن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلعم
الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاها عند ملیککم

کچھ حکم نہین ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت
کرین اور نماز قایم کرین اور زکوۃ
دین ٭
اور فرمایا خدا نے تمکو اسلیے پیدا کیا اور
مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون
آنحضرت صلعم نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہی
کہ سب کامون سے افضل خدا کی عبادت و
ذکر ہے - ابن مسعودؓ نے آپ سے پوچھا
کہ خدا کو سب عملون سے زیادہ پیارا کونسا
عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے
وقت پر پڑھنا پھر کون سا عمل آپ نے فرمایا
ماباپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا
عمل آپ نے فرمایا خدا کی راہ مین جہاد٭
کرنا - ابو درداء نے روایت کیا ہی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین تمکو سب عملون سے

٭ اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے جہاد کو (جو بلا شرط مقررہ جائز ہی نہین) وقت پر
نماز پڑھنے اور ماباپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم رتبہ ٹھرایا ٭

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وارفعها فی درجاتکم وخیر لکم من
انفاق الذهب والفضة وخیر لکم
من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم
ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال
ذکر الله رواہ مالک واحمد والترمذی
(مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۰)

وعن ابی سعید الخدری ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم سئل ای الاعمال
افضل وارفع درجة عند الله یوم
القیمة قال الذاکرون الله کثیراً والذاکرات
قیل یا رسول الله ومن الغازی فی
سبیل الله قال لو ضرب بسیفه فی الکفار
والمشرکین حتی تنکسر ویختضب دما فان
الذاکر لله افضل منه درجة رواہ
احمد والترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۰)

بہتر اور خدا کے نزدیک پاکیزہ تر اور درجات
مین سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے
اور دشمن سے* لڑکر اسکی گردن کاٹنی اور
اپنی کٹوانے سے بہتر نہ بتاؤن لوگون
نے عرض کیا کیون نہین بتائے آپ نے
فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے -

ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ
آنحضرت سے کسی نے سب عملون سے افضل
اور درجہ مین بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپنے
ذکر کرنیوالون کا حال بیان فرمایا سایل
نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ مین لڑنیوالون سے
بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا ہان اگرچہ
لڑنے والا مشرکین پر تلوار توڑ ڈالے* اور
خون مین رنگا جائے تو بھی ذکر والا
اس سے افضل ہے +

* ان ہی شروط سے جو جہاد کے لئے مقرر ہین - بلا وجود شرائط کبھی جہاد شرعی نہین
کہلاتا - اور نہ اسپر اجر کی امید ہے +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وعن معاذ قال قال رسول الله صلعم یا معاذ هل تدری ما حق الله علی عباده وما حق العباد علی الله قلت الله ورسوله اعلم قال حق الله علی العباد ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا وحق العباد علی الله ان لا یعذب من لا یشرک به شیئا۔ رواه الشیخان۔ (مشکوۃ ص)

معاذ بن جبل رضی سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے خدا کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق خدا پر کیا ہے؟ انہون نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خوب جانتے ہین آپ نے فرمایا خدا کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کرین اور کسیکو اسکا شریک نہ بناوین اور بندون کا حق خدا پر یہہ ہے کہ پھر وہ انکو عذاب نکرے۔

وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم من امن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان کان حقا علی الله ان یدخله الجنة جاهد فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی ولد فیها قالوا افلا نبشر به الناس قال ان فی الجنة مایة درجة اعدها الله للمجاهدین الخ رواه البخاری۔ (مشکوۃ ص ۳۲۱)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور رسول پر ایمان لایا اور نماز روزہ کو اسنے ادا کیا اسکا خدا پر حق ہو چکا کہ اسے بہشت مین داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ مین لڑا ہو خواہ اسی جگہ بیٹھ رہا ہو جہان وہ پیدا ہوا لوگون نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری ہم لوگون کو سنا دین آپ نے فرمایا بہشت مین سو درجے ہین جو مجاہدین کے لئے تیار ہین یعنے وہ جہاد کرین گے تو ان درجون کو پائین گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس فقرۂ اخیر حدیث ابوہریرہ میں جو مجاہدین کے لئے بشارت وارد ہے ایسا ہی جو اور روایات میں جہاد پر اجر و ثواب اور ترک جہاد پر ناخوشی اور وعید عذاب وارد ہے ہمارے مسئلہ اوّل کے مخالف نہیں کیونکہ یہہ اسی صورت میں ہے کہ عبادت و ذکر سے مسلمان روکے جائیں اور جہاد کی ضرورت آپڑے چنانچہ مسئلہ دوم میں اسکی خوب تشریح ہوگی *

نتیجہ مسئلہ اولی

اس مسئلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانوں کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہیں مسلمانوں کو اگر دین سے روک نہو تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال ایمان متصور ہے۔ لہذا اقوام غیر کا مسلمانوں کی نسبت یہ گمان کہ جو ان میں پکّا اور مذہب کا سچّا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا۔ محض غلط و بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے *

دوسرا مسئلہ

مذہبی جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافروں کو دنیا میں کفر کی سزا دیں

---

* کافر معنی منکر ہے۔ اور یہ لفظ اس معنی کر نسبتی اور ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک فرقہ کو بلحاظ اس مذہب کے جس سے وہ منکر ہو کافر کہا جاسکتا ہے۔ حتی کہ مسلمان خود اپنے آپ کو دوسرے مذاہب کا کافر یعنی منکر کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب نے انہی مخالفوں کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہیں کفرنا بکم۔ ممتحنہ ع (۱)۔ فمن یکفر بالطاغوت بقرہ ع ۳۴ خدا نے فرمایا ہے جو طاغوت سے کافر ہوا اسنے مضبوط رسی اسلام کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نہ اس غرض سے ہے کہ ان کو جبراً مسلمان کرین اس جہاد سے غرض جو خدا و رسول کی کلام سے سمجھ مین آتی ہے یہ ہے کہ مسلمانون کو مخالفین مذہب کی مزاحمت* بیجا سے بچاوین خدا کی عبادت کا (جو مخلوق کی پیدایش اور رسولون کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے) راستہ صاف کرین۔ اور اس راستہ سے روکنے والون کو راستہ سے ہٹاوین حق تعالی نے فرمایا ہے خدا کی راہ

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ ع ۲۴)

مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اس سے آگے نہ بڑھو خدا حد سے بڑھنے والون کو دوست نہین رکھتا*

قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابناءنا (بقرہ ع ۳۲)

اور قوم شمویل سے نقل فرمایا ہے کہ انہون نے اپنی نبی کو کہا ہم خدا کی راہ مین کیون نہ لڑینگے

* ایسا ہی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین کہا ہے کہ جہاد سے مقصود نہ صرف امتحان مکلفین ہے بلکہ

المقصود منہ (ای الجہاد) لیس مجرد ابتلاء المکلفین بل اعزاز الدین ودفع شر الکفار عن المومنین بدلیل قولہ تعالی وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ (فتح القدیر ص ۲۹۲ جلد ۲)

دین کو (یعنے اہل اسلام کو) عزت دینا اور مسلمانون سے کفار کی تکلیف دہی کو روکنا اس سے مقصود ہے بسبب خدا تعالی کا یہ قول دلیل ہے کہ تم کفار (تکلیف دینے والون) سے لڑو تاکہ مسلمانون کو تکلیف نہو اور دین سبھی خدا کا ہو (یعنے اس کا کوئی مزاحم نہ رہے)

© rasailojaraid.com

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ
والمستضعفین من الرجال والولدان
الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ
القریۃ الظالم اہلہا (نساء ع ۱۰)
ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون
سواءً فلا تتخذوا منہم اولیاء حتی
یہاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم
واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا
منہم ولیاً ولا نصیراً الا الذین یصلون
الی قوم بینکم وبینہم میثاق او جاؤکم
حصرت صدورہم ان یقاتلوکم او
یقاتلوا قومہم ولو شاء اللہ لسلطہم
علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم
یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ
لکم علیہم سبیلاً (نساء ع ۱۲)
الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد
کبیر (انفال ع ۱۰)

جب ہم اپنے گھروں اور اولاد سے نکالے گئے
ہیں اور مسلمانوں کو مخاطب ہو کر خود فرمایا تمکو
کیا ہوا ہے تم خدا کی راہ میں اور عاجز
لوگوں اور بچوں کے لئے جو کہتے ہیں خدایا
ہمکو اس ظالموں کی بستی سے نکال نہیں لڑتے
اور فرمایا مکہ اور اسکے اطراف کے کافر چاہتے
ہیں تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ پس ایک جیسے
ہو رہو۔ تم انکو دوست نہ بناؤ جبتک وہ خدا
کی راہ میں وطن نہ چھوڑیں پھر اگر (تمہارے
دشمن) تمہاری دوستی سے منہ پھیریں تو
انکو پکڑو اور جہاں پاؤ مارو بجز انکے جو تمہارے
عہد و پیمان والوں سے جا ملیں یا وہ تم سے اور تمہارے
دشمنوں دونوں سے لڑنیکو پسند نکریں۔ خدا چاہتا
تو انکو تم پر مسلط کرتا اور وہ تم سے لڑتے اب جو وہ تم سے
کنارہ گزین ہیں اور تم سے نہیں لڑتے اور صلح کا پیام
دیتے ہیں تو خدا نے انپر تمکو لڑنیکا راستہ نہیں دیا۔ اور
فرمایا کہ ظالموں سے اگر نہ لڑو گے تو زمین میں بڑا فتنہ و فساد پھیلیگا

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان اللہ یدافع عن الذین امنوا ان اللہ لا یحب کل خوان کفور - اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ط (الحج ع ۶)

والذین اذا اصابہم البغی ھم ینتصرون وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ ان اللہ لا یحب الظالمین (شوریٰ ع ۴)

اور فرمایا خدا مسلمانون سے ایذا کو روکتا ہے وہ ناشکر خائنون کو پسند نہین کرتا جن سے ظالم لوگ لڑتے ہین انکو مظلوم ہونیکے سبب لڑنے کی اجازت ہے خدا انکی مدد پر قادر ہے وہ لوگ جو اپنے گھرون سے ناحق نکالے گئے ہین اسی بات کے سبب انہون نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے - اور اگر خدا لوگون کو ایکدوسرے سے نہ بچاوے تو گرجے (عیسائیون کے چرچ) یہودیون کے عبادتخانے اور مسلمانون کی مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سبھی ڈھائی جائین اور خدا انہی نیک بندون کی تعریف مین فرمایا ہے جب اُنپر کوئی سرکشی کرتا ہے تو وہ اُنسے بدلہ لیتے ہین اور برائی کا بدلہ اسکے برابر ہے پھر جو معاف

ف: اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مذہبی جہاد سے نہ صرف مسلمانون اور انکی مسجدون کی حفاظت مقصود خداوندی ہے - بلکہ عیسائیون اور یہودیون اور انکی عبادت خانون کی حفاظت بھی مقصود خداوندی تھا اور اسی غرض ومقصود سے یہودیون نے بھی نبی ہی جہاد کیا تھا - اور جو مذہبی لڑائی اور تسلیم (بیت المقدس) مین ہوئی تھی اُسمین عیسائی بھی جہادی تھے الحاصل مذہبی جہاد اور اسکی غرض کو اسلام و مسلمانون کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولہم فاولئک ھم الظالمون۔
(الممتحنہ ۶ ۲)

خدا تم کو ان لوگون سے سلوک و احسان کرنے سے مانع نہین جو تم سے دین کے سبب نہین لڑتے اور تم کو تمہارے گہرون سے نہین نکالا خدا انصاف والون سے خوش ہے تم کو انہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی سے خدا روکتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہین اور تمہارے دشمنون کو تم پر مدد دے چکے ہین جو ان کو دوست سمجہین گے وہ ظالم ہین ٭

کرے اور سنوارے اسکا اجر خدا پر ہے خدا ظالمون سے خوش نہین ہے اور فرمایا

ان آیات مین صاف صاف بیان ہوا ہے کہ یہہ جہاد اسی غرض سی مشروع ہوا ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف انکو عبادت وغیرہ شعایر اسلام سے نہ روکین اور وہ انہی لوگون سے مخصوص ہے جو مسلمانون سے لڑین اور ان کے مذہب مین دست اندازی کرین٭

اس امر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور بھی تشریح سے بیان کیا ہے اور ان لوگون کو مذہبی جہاد و قتل سے مستثنے کر دیا ہے جنسے مسلمانون کے ساتھ لڑنے اور ان کے مذہب دست اندازی کرنے کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اندیشہ نہین ہے ۔

از انجملہ اقوام غیر کی مستورات ہین جو لڑائی مین شریک و معاون نہون اور کسی کے مذہب سے تعرض نکرین ۔

از انجملہ ان کے بڈھے لوگ ہین جنکو لڑنے یا لڑانے سے بحث نہو ۔

از انجملہ جو چون کے گوشہ نشین لوگ جنکو اپنے ذکر و شغل سے مطلب ہو نہ کسی کے مذہب سے

از انجملہ قلی لوگ جنکو اپنی مزدوری سے کام ہوتا ہے نہ کسیکے کفر یا اسلام سے

از انجملہ وہ لڑکے جو لڑائی کے لائق نہین ہوتے باوجودیکہ وہ کفر کے عقاید رکھتے ہین ۔ چنانچہ حضرت رباح (یا رباح) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ایک لڑائی مین ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہہ تو لڑائی نکرتے تھے (یعنے اسکو کیون مارا) اس لڑائی مین کہان افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم دیدیا کہ نہ کسی عورت کو مارین نہ کیسی مزدور کو ایسا ہی حضرت ابن عمر سے مروی ہے اور حضرت انس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

فعن الرباح بن الربیع قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم [illegible] غزوۃ فرای الناس مجتمعین علی شئی فبعث رجلاً فقال انظر ما اجتمع ھولاء فجاء فقال علی امرءۃ قتیل فقال ما کانت ھذہ لتقاتل قال وعلے المقدمۃ خالد بن الولید فبعث رجلا فقال قل لخالد لا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تقتلن امرأة ولا عسیفاً (رواہ ابوداؤد ص ۶ ج ۲ وابن ماجہ ص ۲۱۱)

وعن ابن عمر قال وجدت امرأة مقتولة فی بعض مغازی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنہی عن قتل النساء والصبیان (رواہ البخاری ص ۴۲۳ ومسلم ص ۸۷ ج ۲)

وعن انس ان رسول اللہ صلعم قال انطلقوا بسم اللہ وباللہ وعلی ملة رسول اللہ ولا تقتلوا شیخاً فانیاً ولا طفلاً صغیراً ولا امرأة الحدیث (رواہ ابوداؤد ص ۳۵۱ ج ۱) ۔ وعن بریدة کان رسول اللہ صلعم اذا امر امیراً قال لہ لا تقتلوا ولیداً الحدیث (رواہ مسلم ص ۸۲ ج ۲)

وعن ابن عباس ان النبی صلعم قال لا تقتلوا الولدان ولا اصحاب الصوامع (رواہ احمد کذا فی الدرایہ والنیل) وقد امتنع رسول اللہ صلعم ومنع امتہ عن قتل

ارشاد فرمایا کہ نہ بہت بڈھے کو (یعنے جو لڑائی کے کام کا نہ رہا ہو) مار ڈالو نہ لڑکے کو نہ عورت کو ایسا ہی ہر ایک کمان افسر کو حکم دیتے جب اسکو لڑائی میں بھیجتے چنانچہ بریدہ نے آپ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس رض نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بچوں کو مارو نہ ان لوگوں کو جو صومعون (عبادت خانوں) میں رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی قوم پر چڑھائی کرتے تو وقت صبح کے منتظر رہتے پھر جب وہاں سے اذان صبح کی آواز سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے یہ حضرت انس رض نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احدًا من اهل قریة یری فیها مسجد
او یسمع منها صوت اذان - فعن انس
ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوماً
لم یکن یغیر بنا حتی یصبح وینظر فان
سمع اذانا کف عنهم الحدیث رواه
البخاری ص۸۶) وعن عصام المزنی
قال لعثنا رسول الله صلی الله علیه و
آله وسلم فی سریة فقال اذا رأیتم
مسجداً او سمعتم موذناً فلا
تقتلوا احداً - رواه ابوداؤد ص۳۵۳
والترمذی ص۲۰)

ایک لڑائی مین بہیجا تو ان کو بھی یہی ارشاد
کر دیا کہ جہان تم کوئی مسجد دیکھو یا اذان
کی آواز سنو وہان کسی کو نہ مارو (یعنے
وہان کافر بھی رہتے ہون تو ان کو نہ مارو
کیونکہ وہ مسلمانون کو مسجد بنانے اور
اذان کہنے سے مانع نہین تو بلحاظ
مذہب قتل کے مستحق نہین) -
ان اقوال نبوی سے مطلب آیات قرانیہ
کی جو ہمنے بیان کیا ہے خوب تشریح ہوئی
اور یہہ بات ثابت ہو گئی کہ مذہبی جہاد
مسلمانون سے مذہبی روک ٹوک ہٹانیکو
ہے نہ کافرون کو دنیا مین بجبر الکفر پہنچانے کو - یہ ہوتا تو حکم قتل وجہاد لڑنے والے
کفار سے مخصوص نہوتا - سبھی کافرون (بڈھون - عورتون - طفلیون - نابالغ بچون
خانہ نشینون - مسجدون اور اذانون سے تعرض نہ کرنے والون) کو تہ تیغ کرنیکا
حکم ہوتا - علی الخصوص راہبون اور چرچ والون کو جو مذہب عیسائی کے لیڈر ممبر ہین +
اب رہا ثبوت اس امر کا کہ یہہ جہاد کافرون کو جبراً مسلمان بنانے اور زبردستی
دین اسلام پہیلانے کے لئے نہین ہے سو دلایل ذیل سے بخوبی ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یونس ع ۱۰۶)

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ (البقرہ ع ۳۴)

خدا تعالی فرماتا ہے کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ اور فرمایا دین مین زبردستی نہین ہے۔ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

حضرت انسؓ نے ان آیات کے بیان شان نزول مین فرمایا ہے کہ انصار مین کوئی

روی ابن جبیر عن ابن عباس رضؓ قال کانت المرئۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی نفسہا ان عاش لہا ولدان تہودہ فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل اللہ عز وجل لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (رواہ ابو داؤد ص ۲۹۹) زاد فی المعالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قد خیر اصحابکم فان اختاروکم فہم منکم وان اختاروہم فاجلوہم معہم وقال مجاہد کان الناس مسترضعین

عورت لاولد ہوتی تو وہ یہہ منت مانتی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤن گی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی نضیر کو (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تے) اطراف مدینہ سے جلاوطن کرنا چاہا تھا تو ان بچون کی نسبت یہودیون اور انکے وارثون انصار کا جھگڑا ہوا۔ انصار نے یہ دعوے کیا کہ یہہ ہماری اولاد ہین ہم ان کو جانے نہ دین گے اسپر یہہ آیات نازل ہوئین یہ ابو داؤد کی روایت ہے تفسیر معالم مین کہا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی الیہود من الاوس فلما امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باجلاء بنی النضیر قال الذین کانوا مسترضعین فیہم لنذہبن معہم ولندینن بدینہم فمنعوہم اہلوہم فنزلت لا اکراہ فی الدین الخ (معالم ص ۱۲۴)

مگر اس موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون کو اختیار ملگیا ہے یہ تمکو پسند کرین تو تم مین سے ہین یہودیون کو پسند کرین تو انکے ساتھ یہ بھی جلاوطن ہون۔

اس تفصیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جبراً مسلمان کرنا خدا کو پسند نہین ہے۔ یہ ہوتا تو جبر کا یہ عمدہ موقع تھا ان انصار کے لڑکون کو اپنے پاس رکھ لینے کا بظاہر خاصہ بہانہ تھا۔ ان مسایل کے شواہد آیندہ مسایل کے ضمن مین بھی آوینگے۔ انشاء اللہ تعالی ۔

نتایج مسئلہ دوم

مسئلہ دوم اور اسکے دلایل آیات واحادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اقوام غیر کا مذہب اسلام کی نسبت یہ گمان کہ وہ صرف مذہبی ناگواری سے لڑنا سکھاتا اور جبراً اپنی تسلیم واشاعت چاہتا ہے غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی

(۲) ایسا ہی بعض ناواقف مسلمانون کا ہر ایک مخالف مذہب سے صرف مخالفت مذہبی کی نظر سے لڑنا اور ان سے کے جان ومال سے تعرض کرنا (جیسا کہ سرحدی ناواقف مسلمانون کا دستور ہے) غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی

(۳) جو مخالفین اسلام کسی کے مذہب سے تعرض کرنا جایز نہ سمجھین۔ اور ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امر کو خواہ بمقتضاے مداہنت خواہ بہ ہدایت مذہب خواہ بحکم عقل و اصول سلطنت بہت برا سمجھیں (جیسا کہ برٹش گورنمنٹ کا حال و چال ہی) انسے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جایز نہین ❊

تیسرا مسئلہ

جس شہر یا ملک مین مسلمانون کو مذہبی فرایض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دار الحرب نہین کہلاتا ۔ پھر اگر وہ در اصل مسلمانون کا ملک یا شہر ہو اقوام غیر نے اسپر تغلب سے تسلط پالیا ہو (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جب تک اسمین اداے شعایر اسلام کی آزادی رہے وہ بحکم حالت قدیم دار الاسلام کہلاتا ہے اور اگر وہ قدیم سے اقوام غیر کے قبضہ و تسلط مین ہو مسلمانون کو ان ہی لوگون کی طرف سے اداے شعایر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دار الاسلام اور کم سے کم دار السّلم والامان کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق ہے ۔ ان دونو حالتون اور نامون کی وقت اس شہر یا ملک پر مسلمانون کو چڑھائی کرنا اور اسکو جہاد مذہبی سمجھنا جایز نہین ہے ۔ اور جو مسلمان اس ملک یا شہر مین با امن رہتے ہون انکو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہین بلکہ اور ملکون یا شہرون سے (مثبر کہ کیا ان نہون) جہان انکو امن و آزادی حاصل نہو ہجرت کرکے اس ملک مین آرہنا موجب قربت و ثواب ہے ❊

❊ سلم بکسر سین بمعنی صلح ضد جنگ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس شہر یا ملک پر چڑھائی نہ کرنے کے دلایل بضمن مسئلہ دوم گذرچکے ہین کہ جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مسجد دیکھتے یا وہان سے اذان کی آواز سنتے وہان حملہ نہ کرتے اور نہ اس حملہ کی اجازت دیتے۔

اس شہر یا ملک کو دارالاسلام کہنے کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ ایک دفعہ دارالاسلام ہوچکا اور اسلام کے تسلط مین آچکا ہے تو جب تک جملہ شعایر اسلام اس سے موقوف نہون وہ دارالحرب یا دارالکفر کہلائے تو اسمین اسلام پر کفر کا غلبہ تاثیر ثابت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے چنانچہ بخاری نے بطور تعلیق۔ اور دارقطنی نے بسند موصول روایت کیا ہے کہ اسلام غالب ہے۔ کفر اسلام پر غالب نہین ہوتا۔ اور یہی فقہا حنفیہ کا قول ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فصول عمادیہ وغیرہ مین کہا ہے کہ دار الاسلام کبھی دارالحرب نہین ہوسکتا جبتک کہ شعایر اسلام سے ایک خصلت کا وجود بھی وہان رہے۔ ایسا ہی امام ماوردی نے کہا ہے ان کا قول عنقریب خاتمہ شواہد مسئلہ سوم مین منقول

الاسلام یعلو ولا یعلے۔

(بخاری صـ۱۸۰)

ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبة اهل الاسلام ذکره سید ناصر الدین فی المنشور ان دار الاسلام انما صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقی علقة من علایق الاسلام یترجح دار الاسلام فصول عمادیہ و مثلہ فی عالمگیریہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگا ٭

دوسری صورت مین اس ملک کے دار الاسلام یا دار الامان ہونی اور متبرک و مقدس مواضع چھوڑکر اسکی طرف ہجرت کرنے پر دلیل ہے کہ جناب رسالت مآب کے زمانہ مین ملک حبشہ عیسائی بادشاہ کے قبضہ و تسلط مین تھا اور وہین اسلام کا وہان نام ونشان نہ تھا اور مکہ مکرمہ آپ کا اور سبھی مسلمانون کا مسکن اور قدیم سے متبرک و مقدس مکان تھا - ولیکن اسمین مسلمانون کو کفار بہت ستاتے تھے اور انکے دین مین بیجا مزاحمت کرتے - اور بادشاہ حبشہ باوجود عیسائی ہونیکے کسی سے تعرض وظلم کو پسند نہ کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ حال معلوم ہوا تو آپ سنے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ نیک آدمی ہے وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اور نہ اس کے

قال اهل التفسير ائتمرت قريش ان يفتنوا المومنين عن دينهم فوثب كل قبيلة على من فيها من المسلمين يوذونهم ويعذبونهم فافتتن من افتتن وعصم الله منهم من شاء ومنع الله تعالى رسوله بعمه ابيطالب فلما راى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ما باصحابه ولم يقدر على منعهم ولم يومر بعد بالجهاد امرهم بالخروج الى ارض الحبشة وقال ان بها ملكا صالحا لا يظلم ولا يظلم عنده احد فاخرجوا اليه حتى يجعل الله للمسلمين فرجا واراد به النجاشي و اسمه اصحمه وهو بالحبشة عطية

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وانما النجاشی اسم الملک کقولہم قیصر
وکسری فخرج الیہا سرا احد عشر رجلا
واربع نسوۃ وھم عثمان بن عفان
وامرئتہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وزبیر بن العوام
وعبد اللہ بن مسعود وعبد الرحمن
بن عوف وابو حذیفہ بن عتبہ و
امرئتہ سہلۃ بنت سہیل بن عمرو
ومصعب بن عمیر وابو سلمہ بن
عبد الاسد وامرئتہ ام سلمۃ بنت
ابی امیہ وعثمان بن مظعون وعامر
بن [illegible] امرئتہ ام لیلی بنت ابی خثمہ
و[illegible] بن [illegible]مرو وسہیل بن
بیضاء فخرجوا الی البحر واخذوا
[illegible] الی ارض الحبشۃ بنصف
دینار وذلک فی رجب فی سنۃ
الخامسۃ من مبعث رسول اللہ

ملک میں کوئی اور کسی پر ظلم کرتا ہے۔
تم وہاں چلے جاؤ تو امید ہے امن و
خلاصی پاؤگے۔ اس ارشاد نبوی کے
موافق گیارہ آدمی اعیان صحابہ نے
جن میں حضرت عثمان اور آپ کے حرم
محترم رقیہ لخت جگر رسول اللہ اور حضرت
زبیر و حضرت ابن مسعود و حضرت
عبد الرحمن بن عوف وغیرہ شامل تھے
حبشہ کیطرف ہجرت کی یہ پہلی ہجرت
حبشہ ہے۔ ان کے بعد حضرت جعفر
بن ابی طالب وغیرہ صحابہ مکہ چھوڑکر
حبشہ میں پہنچے یہاں تک کہ بیاسی
مسلمان اکابر وہاں جمع ہوئے اور
تقریباً چودہ پندرہ سال وہاں رہے
باوجودیکہ ان کی ہجرت سے نوین
سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مدینے پہنچ چکے تھے اور وہاں اچھی طرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وھذہ الهجرة الاولی ثم خرج جعفر
بن ابی طالب وتتابع المسلمون الیها
وکان جمیع من هاجر الی الحبشة
من المسلمین اثنین وثمانین رجلاً
سوی النساء والصبیان ۔ (معالم
التنزیل صفحہ ۲۹۰) ومثله فی شرح
القسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۲۳ وبعض
القصة فی صحیح البخاری صفحہ ۵۴۴ و
صفحہ ۶ وفی شرح القسطلانی صفحہ ۲۲۳
جلد ۶ ۔ وکتب له صلعم کتابا یدعوه
فیه الی الاسلام مع عمرو بن
امیة سنة ست من الهجرة واسلم
علی ید جعفر بن ابی طالب ۔

متسلط ہو کر بدر و احد کی لڑائیون مین
کفار مکہ کو شکست دے کر مدینہ طیبہ کو
کامل دار الاسلام بنا چکے تھے اور حبشہ
اوسی طرح نصاری کا ملک تھا ۔ کیونکہ
ہجرت نبوی کے چھٹے سال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی
شاہ حبشہ کو اسلام کی طرف بلایا اور
اُسنے اسلام قبول کیا ۔ اسپر بھی وہ پانچ
چھ سال اس ملک نصاری مین رہے
ہجرت نبوی کے چھٹے سال کے اختتام
پر ساتوین کے شروع مین مدینہ طیبہ
مین پہنچے ۔

یہ حالات ہجرت کتب حدیث
صحیح بخاری قسطلانی شرح بخاری وغیرہ اور تفاسیر معالم وغیرہ مین بتفصیل مذکور
ہین ۔ اس اجمال سے جو ہمنے بیان کیا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس شہر یا
ملک مین (زیر حکومت مخالفین مذہب کیون نہو) مسلمان شعایر مذہبی آزادی سے
ادا کر سکین وہ دار الحرب نہین ہے دار الاسلام ہے یا کم سے کم دار السلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دالامان - مسلمانون کو مقدس اور متبرک بلاد سے (اگر وہان امن نہ پاوین) ہجرت کرکے اُن مین آرہنا جایز وضروری ہے انکو چھوڑکر مقدس شہرون مین (اگر وہان امن نہو) جا رہنا واجب یا جایز نہین ہ

اسی نظر سے اکابر صحابہ حضرت ابن عمر و عائشہ صدیقہ نے فتح مکہ کے بعد جبکہ ہر جگہ امن قایم ہوگیا تھا ہجرت کو غیر ضروری کہا اور صاف فرمادیا تھا کہ ہجرت کا حکم اسوقت تھا جب کہ مسلمان اپنے دین کو بھگائے لئے پھرتے تھے - اس خوف سے کہ وہ دین کے سبب فتنہ مین مبتلا ہون گے - آج اسلام کو خدا نے غلبہ دیا ہے (یعنے کوئی کسی مسلمان کو اسلام کے سبب تکلیف نہین پہنچاتا) آج مومن جہان چاہے خدا کی عبادت کرے - قسطلانی نے شرح بخاری مین اسحدیث کے ذیل مین کہا ہے کہ امام ماوردی نے فرمایا ہے جب مسلمان کو کفار کے شہر مین اظہار

ان عبد الله بن عمر كان يقول لا هجرة بعد الفتح وحدثني الاوزاعي عن عطاء بن ابي رباح قال زرت عائشة مع عبيد بن عمير الليثي فسالنا ها عن الهجرة فقالت لا هجرة اليوم كان المومنون يفر احدهم بدينه الى الله والى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام واليوم يعبد ربه حيث شاء (بخاری ۵۵۵) قال القسطلاني في شرح البخاري فقد اظهر الله الاسلام وفشت الشرائع والاحكام - يعبد ربه حيث شاء فالحكم يدور مع

© rasailojaraid.com